فضل عظیم سے اپنی ہدایت کا اخری پیغام اپنے اخری نبی ﷺ کے ذریعہ دنیا والوں کے حوالہ کیا۔ اس ماہ میں روزے فرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے اندر وہ تقوی پیدا کریں جس سے ہمیں اللہ تعالی کی کتاب ہدایت کا حق ادا کرنے کی قوت اور استعداد حاصل ہو۔

اپ کیا کریں

اپ کیا کریں جس سے رمضان المبارک سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اور نفع حاصل کر سکیں، اس کے روزوں سے اس کی تراویح سے اس کی تلاوت قران سے اس کی عبادات و معمولات سے، اس کی راتوں سے اور اس کے دنوں سے یہ قوت اور استعداد حاصل کر سکیں؟ اب میں اپ کے اسی سوال کے جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

1. نیت اور ارادہ

پہلی چیز صحیح نیت اور پکا ارادہ ہے۔

نیت شعور و احساس پیدا کرنے اور اس کو متحرک کرنے کا کام کرتی ہے۔ شعور بیدار ہو تو ارادہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ارادہ محنت اور کوشش کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ کسی کام کے لیے مقصد کے صحیح شعور اور اس کے حصول کے لیے پختہ عزم کی حیثیت وہی ہے جو جسم کے لیے روح کی ہوتی ہے۔ انہی معنوں میں نماز، روزہ اور عبادت کے لیے نیت کی تاکید کی گئی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک زبان سے نیت کے الفاظ کے بغیر عمل صحیح نہیں ہوتا، بعض کے نزدیک دل کا قول اور فیصلہ کافی ہے۔ صرف نیت کے الفاظ دہرانے سے یا دل میں کسی فرض کام کو ادا کرنے کی نیت کر لینے سے فقہی اور قانونی شرط تو ضرور پوری ہو جاتی ہے، لیکن یہ نیت روح کا کام اسی صورت

میں کر سکتی ہے جب یہ شعور میں کام کا مقصد اجاگر کر دے، اور دل میں اسی مقصد کے حصول کے لیے عزم پیدا کر دے۔

زندہ اور مردہ جسم میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہوتا۔ لیکن زندہ جسم قوت، حرکت، اور عمل کی استعداد رکھتا ہے، جبکہ مردہ جسم قوت، حرکت، اور عمل کی استعداد سے محروم ہوتا ہے۔ یہی حال اعمال کا ہے۔ اگر اعمال میں صحیح نیت کی روح ہو تو وہ اثر افرینی، نشو نما اور نتیجہ خیزی کی استعداد رکھتے ہیں، اسی بات کو نبی کریم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا کہ اعمال کی صحت اور وزن کا انحصار نیت پر ہوتا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ (بخاری: عمرؓ) ہر انسان کے لیے حاصل وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔

نیت ہونی چاہیے، صحیح ہونی چاہیے، لیکن خالص بھی ہونی چاہیے، یعنی ہر کام صرف اللہ تعالی کی رضا کے حصول کے لیے اور اس کے اجر و انعام کا مستحق بننے کے لیے ہونا چاہیے۔ اگر اپ کی نیت خالص نہ ہو گی اور اپ کام صرف اللہ تعالی کے لیے نہ کریں گے تو وہ قبول نہ ہو گا، محنت کا اجر ضائع جا سکتا ہے۔

نیت طلب اور ارزو کا اظہار ہے، اور اگر طلب و ارزو موجود نہ ہو تو اس کی خلاّق ہے۔ طلب اور ارزو ہو تو عزم اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ ارادہ اور ازم و حوصلہ ہی وہ طاقت ہے جو ہمیں حرکت میں لاتی ہے اور حرکت میں رکھتی ہے۔ یہ وہ بنیادی صفات ہیں جن کے بغیر کوئی راستہ طے نہیں ہو سکتا، اور رمضان المبارک کا سفر بھی اپ کو اپنی منزل پر نہیں پہنچا سکتا۔

رمضان المبارک کے استقبال کے لیے سب سے پہلا کام اپ کو یہی کرنا چاہیے کہ اپ اس کے مقام، اس کے پیغام، اس کے مقصد، اور اس کی عظمت و برکت کے شعور کو تازہ کریں۔ اس بات کی نیت کریں کہ اس مہینہ

میں اپ جن معمولات اور عبادات کا اہتمام کریں گے ان سے اپ اپنے اندر وہ تقوی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو اپ کو اللہ تعالی کے دین کے تقاضوں اور قران مجید کے مشن کو پورا کرنے کے قابل بنا سکے۔اور پھر اس بات کا عزم کریں کہ اس مہینہ میں جو معمولات فرض کر دیے گئے ہیں، اور وہ معمولات جن کی تاکید نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے، اور وہ معمولات جو اپ خود اپنے لیے طے کریں گے تاکہ اس ماہ سے بھرپور نفع حاصل کر سکیں۔۔۔ان سب کو اپ محنت اور استقامت سے بجالانے کی پوری کوشش کریں گے۔

اس مقصد کے لیے بہت مفید ہو گا کہ اپ رمضان المبارک کے اغاز سے پہلے اخری دن میں، یا اغاز ہونے کے فورا بعد پہلی ہی رات میں، دو گھڑیاں تنہا بیٹھ جائیں۔اللہ تعالی کے حضور خود کو حاضر جانے، اس کی حمد کریں، اس کے نبی ﷺ پر درود بھیجیں، اپنے گناہوں سے استغفار کریں۔اس کے بعد انے والے مہینے کے بارے میں وہ تمام باتیں سوچیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے (یا اسی تحریر کو پڑھ لیں)۔اس کے بعد پورے ماہ کے لیے کوشش اور محنت کی نیت اور عزم کریں، اللہ تعالی سے توفیق اور اعانت طلب کریں، اور دعا کریں کہ وہ اپ کا ہاتھ پکڑ کے اپ کو اپنی راہ پر چلائے۔

2. قران مجید سے تعلق

دوسری چیز قران مجید کی تلاوت و سماعت اور علم و فہم کا اہتمام والتزام ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی مخصوص عبادات، یعنی روزے اور قیام لیل کو کسی نہ کسی صورت میں قران مجید پر مرکوز کر دیتا ہے۔اس مہینہ کا اصل حاصل ہی قران سیکھنا اور اس پر عمل کی استعداد پیدا کرنا ہے۔اس لیے

اپ کو سب سے زیادہ اہتمام جس چیز کا کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اپ زیادہ سے زیادہ وقت قران مجید کی صحبت و معیت میں بسر کریں۔ یہ وقت اس طرح بسر کریں کہ ایک طرف اپ کو یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالی نے اپ سے کیا کہا ہے، دوسری طرف اپ کا دل اور اپ کی سوچ قران کو جذب کر لے، اور اپ کے اندر اس کے مطابق عمل کے لیے امادگی پیدا ہو۔

نماز تراویح کی پابندی سے کم سے کم اتنا ضرور حاصل ہوتا ہے کہ اپ پورا قران ایک بار سن لیتے ہیں۔ اللہ کے حضور کھڑے ہو کر اللہ کا کلام سننے کا روحانی فائدہ اپنی جگہ پر بہت قیمتی ہے۔ لیکن عربی نہ جاننے کی وجہ سے اپ اس عبادت سے یہ فائدہ نہیں حاصل کر پاتے کہ اپ قران کے پیغام اور مضامین سے واقف ہو جائیں، یا ان کو تازہ کر لیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپ اس مقصد کے لیے کچھ زیادہ محنت کریں، اور کچھ اس سے زیادہ وقت قران کے لیے لگائیں جتنا وقت اپ تراویح میں لگاتے ہیں۔ یعنی روزانہ قران مجید کا کچھ حصہ ترجمہ سے سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں۔

کتنا حصہ روزانہ سمجھ کر پڑھیں؟ مقدار کا ایک تعین تو تراویح کی صورت میں کیا گیا ہے۔ یعنی اتنا پڑھنا چاہیے کہ رمضان کے مہینہ میں قران مجید کا ایک دورہ مکمل ہو جائے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینہ جبرائیل علیہ السلام خود اکر نبی کریم ﷺ کو قران مجید کا ایک دورہ مکمل کروایا کرتے تھے (بخاری، مسلم: ابن عباسؓ)۔ چنانچہ سب سے بہتر تو یہ ہے کہ جہاں روز ایک پارہ تراویح میں سنا جائے، وہاں اپ اسی دن ایک پارہ ترجمہ سے پڑھ لیں۔ لیکن یہ کام مشکل ہے اور کم ہی لوگ اس کو نباہ سکتے ہیں۔

قران مجید نے خود ان لوگوں کو جو کمزور ہیں اس معاملہ میں سہولت دی ہے۔۔۔۔۔۔ خواہ یہ کمزوری بیماری کی وجہ سے ہو، تلاش معاش کی وجہ سے، یا فی سبیل اللہ۔۔۔۔ اور فرمایا ہے کہ جتنا اسانی سے پڑھ سکو اتنا پڑھو۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآن۔ لہذا دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انے والے رمضان کی پہلی تاریخ سے اپ اس عزم کے ساتھ قران ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کا کام شروع کر دیں کہ جب اگلا رمضان ائے گا تو اس وقت تک اپ ایک دفعہ پورا قران مجید پڑھ چکے ہوں گے۔ اس مقصد کے لیے روزانہ ایک یا ڈیڑھ رکوع سے زیادہ پڑھنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ اتنا وقت نکالنا نہ رمضان میں کوئی مشکل ہے، نہ رمضان کے بعد۔ اگر اپ اس معمول کے اہتمام کو بھی مشکل پائیں تو اپ اس رمضان سے کم سے کم تین ایات روزانہ ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں۔ اس طرح سال میں نہ سہی پانچ چھ سال میں اپ ایک دفعہ پورا قران ختم کر لیں گے۔ اس کام کا اغاز رمضان سے کرنے سے اللہ تعالی کی برکت اپ کے شامل حال رہے گی۔

سمجھ کر پڑھنے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپ قران مجید کو اپنے اندر جذب کریں، اور اس کے ساتھ اپنے دل اور روح کے تعلق کو گہرا کریں اور پروان چڑھائیں۔ قران مجید نے خود اپنے پڑھنے اور سننے والوں کی جو صفات بیان کی ہیں وہ صرف ذہن سے سمجھ کر پڑھنے تک محدود نہیں۔۔۔۔۔ اس طرح تو بہت سے غیر مسلم بھی پڑھتے ہیں۔۔۔۔ بلکہ روح، دل، اور جسم کی پوری شرکت کے ساتھ پڑھنے پر حاوی ہیں۔ قران کا اپنا بیان ہے کہ جب اس کی ایات تلاوت کی جاتی ہیں تو سننے اور پڑھنے والوں کے دل کانپ اٹھتے ہیں، اور نرم پڑ جاتے ہیں، ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کی انکھوں سے انسو بہنے لگتے ہیں، ان پر گریہ وزاری

طاری ہو جاتا ہے، ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ جب قران مجید پڑھو تو رو، اگر رونا نہ ائے تو رونے کی کوشش کرو، اس لیے قران حزن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔

خوہ تھوڑا ہی حصہ پڑھیں۔۔۔۔ القارعہ پڑھیں جو کھڑ کھڑا دینے والی افت کی خبر دے رہی ہے، یا الذلزال پڑھیں جو خبر دیتی ہے کہ اپ کی چھوٹی سے چھوٹی برائی اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی اپ کے سامنے ا جائے گی۔۔۔۔۔ لیکن اس میں ڈوب کر پڑھیں، اور اس کیفیت کے ساتھ پڑھیں کہ اپ اللہ کے سامنے حاضر ہیں، وہ اپ سے بات کر رہا ہے اور ہدایت دے رہا ہے، بتا رہا ہے کہ کیا کرو اور کیا نہ کرو، کیا پیش انے والا ہے، اور کیا کچھ مل سکتا ہے۔ اپ کا دل اور دماغ اور جسم سب تلاوت کے اس کام میں شریک ہوں۔

3. اللہ تعالی کی نافرمانی سے بچنا

تیسری چیز اللہ تعالی کی نافرمانی سے بچنے کی خصوصی کوشش ہے۔

روزہ کا مقصد تقوی پیدا کرنا ہے، اور رمضان المبارک کا مہینہ تقوی کی افزائش کا موسم بہار ہے۔ اس لیے اس مہینہ میں اللہ تعالی کی نافرمانی سے بچنے کی خصوصی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں اور راتوں میں اللہ تعالی کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ رمضان میں قران مجید سے خصوصی تعلق، صرف اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل میں دن بھر بھوکا پیاسا رہنے، اور اس کے بعد راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور اس کا کلام سننے سے ایک خاص ماحول بنتا ہے اور ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس ماحول اور کیفیت میں یہ جذبہ زیادہ گہرا اور قوی ہو سکتا ہے کہ اپ اپنے کو ہر اس چیز سے بچائیں جو اللہ تعالی کو ناراض کرنے والی ہو۔

یوں تو یہ کوشش زندگی کے ہر معاملہ میں کرنا چاہیے لیکن دوسرے انسانوں کے ساتھ تعلقات، معاشرتی روابط اور اجتماعی اخلاق کے معاملہ میں خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ ادمی بڑا ہی بد قسمت ہو گا جو بڑے اہتمام سے روزے رکھے، نمازیں پڑھے، صدقے کرے، قران پڑھے اور پھر قیامت کے دن اللہ کے حضور اس حال میں ائے کہ گردن پر لوگوں کی طرف سے دعووں کا ایک انبار ہو۔۔۔ کسی کو مارا، کسی کو گالی دی، کسی کی بے عزتی کی، کسی کا دل دکھایا، کسی کا مال ناحق کھایا۔۔۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص کی تمام نیکیاں دعوی داروں کو دے دی جائیں گی، پھر بھی دعوے ختم نہ ہوئے تو دعوی داروں کے گناہ اس کے سر ڈالے جائیں گے، اور اس کو سر کے بل جہنم میں پھینک دیا جائے گا (مسلم: ابو ہریرہؓ)۔

اپ قران میں سیاق کو دیکھیں جس میں روزے فرض کیے گئے ہیں۔ اپ فورا سمجھ لیں گے کہ یہی وہ بنیادی مقصد ہے جو روزہ سے حاصل ہونا چاہیے۔ پہلے انسانی جان کے احترام اور قصاص کا حکم دیا، پھر ورثہ میں انصاف کے ساتھ وصیت کرنا لازم ٹھہرایا۔ اس کے بعد روزہ اور رمضان کا بیان ہوا۔ فورا بعد ہدایت دی گئی کہ ایک دوسرے کا مال باطل اور ناحق طریقوں سے مت کھاؤ، پھر یہ اصول بیان کیا گیا کہ وفاداری اور نیکی ظواہر کی پابندی کا نام نہیں ہے، اصل مطلوب تو تقوی ہے۔ اس کے بعد اللہ کی راہ میں لڑنے کا حکم دیا گیا، مگر تاکید فرمائی کہ اللہ تعالی زیادتی کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے اس لیے جنگ میں بھی زیادتی نہ کرو۔

احکام کی اس لڑی میں روزہ کو جس جگہ جڑا گیا ہے اس سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ روزے رکھنے کے بعد یہ ضروری ہے کہ اپ کسی دوسرے انسان کی جان، مال، حقوق، اور عزت پر ہاتھ نہ ڈالیں۔ اس بات کو نبی ﷺ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ روزہ، گناہوں سے بچنے کے لیے ایک ڈھال کا کام کرتا ہے، پس اس کو ڈھال

بناؤ۔ روزہ دار نہ بد کلامی کرے نہ چیخیں چلائے، اور اگر کوئی اور اس کو برا کہے یا اس سے لڑے تو یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ میں تو روزے سے ہوں، میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ ان برے کاموں میں مشغول ہوں (بخاری، مسلم: ابو ہریرہؓ)۔ ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا ہے کہ روزہ کا مقصود کھانا پینا ترک کرنا نہیں بلکہ جھوٹ بات اور جھوٹ پر عمل چھوڑ دینا ہے (بخاری: ابو ہریرہؓ)

اچھی طرح جان لیجئے کہ روزہ صرف پیٹ کا روزہ نہیں ہے۔ انکھ کا بھی روزہ ہے، کان کا بھی روزہ ہے، زبان کا بھی روزہ ہے، ہاتھ پاؤں کا بھی روزہ ہے۔ وہ روزہ یہ ہے انکھ وہ نہ دیکھے، کان وہ نہ سنے، زبان وہ نہ بولیں، اعضاء وہ کام نہ کرے، جو اللہ تعالی کو ناپسند ہیں اور جن سے اس نے منع فرمایا ہے۔

ایک ایک کر کے اپنی خرابیوں پر قابو پانے سے بالاخر بہت کام ہو سکتا ہے۔ مثلا، انے والے رمضان کے لیے اپ فیصلہ کر لیں کہ اپ کسی سے چیخ چلا کر بات نہ کریں گے، نہ لڑیں گے، اور کسی کے بارے میں کوئی بات نہ کہیں گے، خواہ سامنے ہو یا پیٹھ پیچھے، الا یہ کہ وہ بھلی بات ہو۔ نافرمانیوں سے بچنے کا اغاز زبان کی حفاظت سے کریں۔ یہ مشکل ضرور ہے، لیکن اس کی پابندی زیادہ ممکن الحصول ہے۔ روزرات کو ان دو باتوں کا احتساب بھی کر لیں اور لغزش ہوئی ہو تو فورا استغفار کریں۔

4. نیکی کی جستجو

چوتھی چیز ہر طرح کی نیکیوں کی خصوصی جستجو ہے

ہر لمحہ ہر قسم کی نیکی کی طلب اور جستجو تم مومن کی فطرت کا جز ہونا چاہیے لیکن رمضان کے مہینے میں اس معاملہ میں بھی خصوصی توجہ اور کوشش ضروری ہے اس لیے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اپ جس نیکی سے بھی خدا کا

قرب تلاش کریں اس کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے (بیہقی: سلیمان فارسی) اس سے بڑی ترغیب اور کیا ہو سکتی ہے

یہ جستجو مراسم عبادت کے دائرے میں بھی کریں مثلا تکبیر تحریمہ کا التزام نفل نمازوں کا اہتمام اور یہ جستجو انسانی تعلقات کے دائرے میں ہونی چاہیے اپنے بھائی سے مسکرا کے ملنا بھی صدقہ ہے اس کو ایذا نہ پہنچانا بھی صدقہ ہے اس کے ڈول میں پانی دینا بھی صدقہ ہے

جب بندہ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ نوافل کا اہتمام بھی کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اپنے شوق اور خواہش سے کرتا ہے اس لیے کہ نوافل کا اہتمام نہ کرنے سے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے جب بندہ اپنے شوق سے دوڑ دوڑ کر اپنے اقا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کام کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ کوئی موقع ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے تو پھر اس کے بارے میں وہ حدیث قدسی صادق اتی ہے جس میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی انکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے (بخاری ابو ہریرہؓ)

اس سلسلے میں اپ کوئی تین نیکیاں خاص طور پر چن لیں اور ان کا اہتمام رمضان کے مبارک مہینے میں کریں

5. قیام اللیل

رات کا قیام اور تلاوت قران اپنا احتساب اور استغفار تقوی کے حصول کے لیے بہت ضروری اور انتہائی کارگر نسخہ ہے یہ متقین کی صفات اور علامات ہیں اللہ تعالی نے فرمایا کہ متقین وہ ہیں جو رات کو کم سوتے ہیں اور سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں الذاریات

رمضان المبارک میں تراویح کی نماز قیام اللیل ہی کی ایک صورت ہے اپ شروع رات میں 20 رکعتوں میں کھڑے ہو کر قران سنتے ہیں یہ قیام اللیل ہے قیام اللیل کا دوسرا وقت وہ ہے جو نصف شب کے بعد یا رات کے اخری تہائی حصہ میں ہے یہ وقت سحری کے وقت کے ساتھ متصل ہے سحری کا وقت ہی وہ وقت ہے جس میں استغفار کی تاکید قران نے کی ہے

رمضان کے مہینے میں تھوڑا سا اہتمام کر کے رات کے اس اخری حصے میں اپ قیام اللیل کی برکت حاصل کر سکتے ہیں اور اپ کا شمار مستغفرین بالَاسحار میں ہو سکتا ہے اس کا طریقہ بڑا اسان ہے سحری کے لیے تو اپ اٹھتے ہی ہیں 20,15 منٹ پہلے اٹھ کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لیں.

یہ رات کا وہ حصہ ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالی دنیا والوں کے بہت قریب اتا ہے اور پکارتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اسے جو مانگے دوں کون ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہے کہ میں اس کو معاف کر دوں (بخاری مسلم ابوہریرہ) ایک اور روایت میں تو دل کو تڑپا دینے والے یہ الفاظ ہیں کہ رات کی اس گھڑی میں اللہ تعالی اپنا ہاتھ پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے کون ہے جو ایسی ذات کو قرض دے جو نہ تو فقیر ہے نہ ظالم اور صبح تک یہی کہتا رہتا ہے (مسلم ابوہریرہ)

جب اللہ تعالی نے اپنی رحمت کا ہاتھ اس طرح پھیلا رکھا ہو اور اپ کھانے پینے کے لیے اٹھ ہی رہے ہوں تو اس سے زیادہ اسان خوش نصیبی کی راہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اپ چند منٹ زیادہ لگا کر اپنے گناہ بخشوا لیں اور جو مانگیں وہ پا لیں۔

اگر دو رکعت نماز پڑھنا بھی مشکل ہو تو کم از کم اپنی پیشانی اپنے رب کے حضور سجدہ میں زمین پر رکھ کر اس کے سامنے گڑ گڑائیں روئیں دھوئیں اپنے گناہوں پر استغفار کریں خیر و برکت طلب کریں اور راہ حق پر استقامت کی ارزو کریں پانچ دس منٹ میں اسانی سے یہ کام ہو سکتا ہے مگر ایک دفعہ اگر اپ نے اہ سحر گہی کی لذت پا لی تو اپ زیادہ وقت بھی لگانا چاہیں گے اور رمضان کے بعد بھی اس لذت کے پیچھے جائیں گے

6. ذکرودعا

چھٹی چیز ذکر اور دعا کا اہتمام ہے

ذکر اور دعا کا اہتمام پوری زندگی میں ہر وقت ضروری ہے ذکر کیا ہے ہر وہ کام جو اللہ تعالی کو محبوب ہے ذکر ہے خوا دل سے ہو یا زبان سے یا اضا و جوارح سے روزہ بھی ان معنوں میں ذکر ہے بھوک پیاس بھی ذکر ہے اور تلاوت قران خصوصا نماز میں تو ہے ہی ذکر کی بڑی اعلی وارفع صورت۔ لیکن رمضان المبارک میں زبان سے ذکر یعنی کلمات ذکر کا ورد اور دعا کا اہتمام بہت ضروری اور نافع ہے یہ نفل ہے مگر ثواب فرض کا پاتا ہے اس سے غفلت دور ہوتی ہے اور توجہ رمضان کی خیر و برکت حاصل کرنے پر مرکوز رکھنے میں اسانی ہوتی ہے

رمضان المبارک میں الحمدللہ، سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ اللہ اکبر، سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، استغفر اللہ، اتوب اِلَیہ جیسے کلمات کا ورد کثرت سے کیجیے تا کہ زبان اللہ کی یاد سے تر رہے۔

دعا ذکر کی ہی ایک صورت ہے دعا اس بات کا اقرار ہے کہ سب کچھ اللہ تعالی سے ہی مل سکتا ہے اور سارے اختیارات اور خزانوں کا مالک صرف اللہ ہی ہے دعا ہمارے سراپہ محتاج اور فقیر ہونے کا اقرار ہے کیونکہ رمضان المبارک کا ہر لمحہ عظیم خیر و برکت کا حامل ہے اس لیے بار بار اپنے اقا کے اگے ہاتھ پھیلانا چاہیے

رمضان میں عام اوقات کے علاوہ قبولیت کے خاص اوقات ہیں ان میں افطار کا وقت بھی ہے اس وقت اللہ تعالی کی رحمت متوجہ ہوتی ہے

اسی ضمن میں کوشش کریں کہ پہلے عشرہ میں رحمت کی طلب کثرت سے کریں دوسرے عشرہ میں مغفرت تیسرے عشرہ میں نارِ جہنم سے رہائی کی۔ نبی کریم ﷺ نے ان عشروں کی یہ خصوصیت بیان فرمائی ہے (بیہقی سلیمان فارسی)

اذکار کے کسی مخصوص نصاب کو یاد کر کے اس کی پابندی کیجئے مختلف اوقات اور حالات کی دعاؤں اور جامع مسنون دعاؤں میں سے بھی ہر رمضان میں چند دعائیں یاد کر لیا کریں

7. شب قدر اور اعتکاف

ساتویں چیز شب قدر کا اہتمام ہے

یہ وہ مبارک رات ہیں جس میں قران مجید نازل ہوا یہ رات کو اپنی قدر و قیمت کے لحاظ سے اس کام کے لحاظ سے جو اس رات میں انجام پایا ان خزانوں کے لحاظ سے جو اس رات میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور حاصل کیے جا سکتے ہیں ہزاروں مہینوں اور ہزاروں سالوں سے بہتر ہے جو اس رات قیام کرے اس کو سارے گناہوں کی مغفرت کی بشارت دی گئی ہے۔ ہر رات کی طرح اس رات میں بھی وہ گھڑی ہے جس میں دعائیں قبول کر لی جاتی ہیں اور دین و دنیا کی جو بھلائی مانگی جائے وہ عطا کی جاتی ہے (مسلم جابر) اگر اپ اس رات کے خیر سے محروم رہیں تو اس سے بڑی بد قسمتی کوئی نہیں ہو سکتی (ابن ماجہ انس بن مالک)

یہ رات کون سی رات ہے یہ ہم کو یقینی طور پر نہیں بتایا گیا ہے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخری عشرہ کی کوئی کوئی طاق رات ہے یعنی 21یسویں 23ویں 25ویں 27ویں یا تیسویں بعض احادیث میں کہا گیا ہے کہ یہ اخری عشرہ کی کوئی ایک رات یا رمضان المبارک کی کوئی بھی رات ہے

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ 27ویں رات ہے اور اگر اس رات قیام اور عبادت کا اہتمام کر لیا جائے تو کافی ہے یہ ضرور ہے کہ بعض صحابہ اور صلحاء کی روایات سے 27ویں رات کی تائید ہوتی ہے لیکن میرے خیال میں اس رات کا واضح تعین نہ کیے جانے میں ایک گہری حکمت پوشیدہ ہے اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں یہ رات معلوم ہے اور یہ 27ویں کی رات ہے تو یہ حکمت ضائع ہو جاتی ہے اس کو پوشیدہ رکھنے کا راز یہ ہے کہ اپ اس کی جستجو اور تلاش میں سرگرداں رہیں محنت کریں اپنی اتش شوق کو جلتا رکھیں اخری عشرہ کی ہر طاق رات میں تلاش کریں اس سے زیادہ شوق ہو تو اس عشرہ کی ہر رات میں اور اس سے بھی زیادہ ہمت ہو تو رمضان کی ہر رات میں جو چیز اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب اور پیاری ہے وہ یہ کہ بندہ اس کو خوش کرنے کے لیے اور اس کی رحمت اور انعامات کی طلب اور شوق میں ہر وقت ہما تن جستجو بنا رہے مسلسل کوشش میں لگا رہے کام سے زیادہ ارادہ اور مسلسل کوشش ہے جو اللہ تعالی کو مطلوب ہے اگر معلوم ہو کہ یہ رات کون سی ہے تو سعی اور جدوجہد کی جو کیفیت مطلوب ہے وہ ہاتھ نہ ائے گی اس رات کے قیام میں سے وہ سارا خیر و برکت تو حاصل ہو گا ہی جو کسی بھی رات کے قیام سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن ایک طرف تو اس عام خیر و برکت میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے دوسری طرف مزید خیر و برکت کے دروازے بھی کھول دیے جاتے ہیں پورا رمضان المبارک ہماری امت پر اللہ تعالی کی اس خصوصی رحمت کا مظہر ہے کہ اس نے ہمارے لیے کم وقت اور مختصر عمل میں وہ ثواب اور اجر رکھا ہے

جو دوسری امتوں کو طویل مدت اور بہت عمل سے حاصل ہوتا تھا ارشاد نبوی کے مطابق اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے امت مسلمہ کو عصر سے مغرب تک محنت کر کے اس سے کہیں زیادہ مزدوری ملے جتنی یہودیوں کو فجر سے ظہر تک اور عیسائیوں کو ظہر سے مغرب تک کام کر کے ملی (بخاری ابن عمر) شب قدر ہمارے رب کی اس خصوصی رحمت کا سب سے بڑا ثبوت ہے

چنانچہ اپ کمر ے ہمت کس لیجیے کوشش کیجئے کہ کم از کم اخری عشرہ کی ہر طاق رات اللہ کے حضور قیام وصلاۃ، تلاوت و ذکر اور دعا و استغفار میں گزاریں پوری رات ممکن نہ ہو تو نصف رات کے بعد سحری تک دو تین گھنٹے گزاریں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں سجدہ میں پیشانی زمین پر ٹیک دیں روئیں اور گڑ گڑائیں اپنے گناہوں سے استغفار اور توبہ کریں

قبولیت دعا کی خصوصی گھڑی تو ہر شب اتی ہے لیکن شب قدر میں اس گھڑی کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا ہے اس کی شان اور اس کی تاثیر جدا ہوتی ہے وہ گھڑی نامعلوم کون سی ہو اس لیے نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کو ایک مختصر مگر بہت جامع دعا سکھائی تھی جو اس رات میں اپ بھی کثرت سے مانگیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی (احمد، ترمذی)

میرے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو محبوب رکھتا ہے مجھے معاف کر دے۔

اگر ہمت و حوصلہ ہو تو پھر اپ اخری عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام ضرور کریں اعتکاف قلب و روح مزاج و انداز اور فکر و عمل کی للّٰہیت کے رنگ میں رنگنے اور ربانیت کے سانچے میں ڈھلنے کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس طرح شب قدر کی جستجو کا کام بھی اسان ہو جاتا ہے اعتکاف ہر شخص کے لیے تو ممکن نہیں لیکن اس کی اہمیت اس

سے ظاہر ہے کہ اس کو فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ اعتکاف کیا اور اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ بتاتی ہیں کہ جب رمضان کا اخری عشرہ اتا تو رسول ﷺ اپنی کمر کس لیتے راتوں کو جاگتے اپنے گھر والوں کو جگاتے اور اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور عشرہ میں نہ کرتے (بخاری مسلم)

ااعتکاف کی اصل روح یہ ہے کہ اپ کچھ مدت کے لیے دنیا کے ہر کام مشغلہ اور دلچسپی سے کاٹ کر اپنے اپ کو صرف اللہ کے لیے وقف کر دیں اہل و عیال اور گھر بار چھوڑ کے اس کے گھر میں گوشہ گیر ہو جائیں اور سارا وقت اس کی یاد میں بسر کریں اعتکاف کا حاصل بھی یہ ہے کہ پوری زندگی ایک ایسے سانچے میں ڈھل جائے کہ اللہ کو اور اس کی بندگی کو ہر چیز پر فوقیت اور ترجیح حاصل ہو میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اپ میں سے ہر شخص دس دن کا اعتکاف کرے، لیکن ایک کام اپ اسانی سے کر سکتے ہیں جس سے اپ اپنی استطاعت کی حد تک اعتکاف کی روح زیادہ سے زیادہ حاصل کر لیں وہ یہ ہے کہ اپ جب بھی مسجد میں جائیں تو اعتکاف کی نیت کر لیں کہ جو وقت بھی میں یہاں گزاروں گا وہ میں نے اللہ کے لیے فارغ کر دیا۔

8. انفاق فی سبیل اللہ

اٹھویں چیز اللہ کی راہ میں فیاضی سے خرچ کرنا ہے۔

نماز کے بعد سب سے بڑی عبادت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالی نے بخشا ہے وہ سب خرچ کرنا۔ وقت بھی اور جسم و جان کی قوتیں بھی۔ لیکن سب سے بڑھ کر مال خرچ کرنا، اس لیے کہ مال ہی دنیا کی محبوبیت و مرغوبیت کی جڑ ہے، اور دنیا کی محبت ہی ساری کمزوریوں کا سر چشمہ ہے۔

نبی کریم ﷺ سارے انسانوں سے زیادہ فیاض اور سخی تھے۔ لیکن جب رمضان المبارک اتا، اور حضور ﷺ کی ملاقات جبرائیل علیہ السلام سے ہوتی، تو پھر اپ کی سخاوت اور داد و دھش کی کوئی انتہا نہ رہتی، اپ ﷺ اپنی فیاضی میں بارش لانے والی ہوا کی مانند ہو جایا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم: ابن عباسؓ) قیدیوں کو رہا فرماتے اور ہر مانگنے والے کو عطا کرتے۔

اللہ تعالی نے ایک ایک دانہ اور ایک ایک پیسے پر جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے کم سے کم 700 گنا اجر کا وعدہ فرمایا ہے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کو وہ چاہیں گے اس سے بہت زیادہ بھی عطا کریں گے۔ یہ وعدہ اس کلام پاک میں ہے جس کی صداقت میں ذرہ برابر شبہ نہیں کیا جاسکتا سرمایہ کاری کے لیے اتنے بے پناہ منافع کا وعدہ کرنے والا پراسپیکٹس اور کہاں پایا جاسکتا ہے؟ اور اس سرمایہ کاری کے لیے رمضان سے بہتر وقت اور کون سا ہو سکتا ہے، جب فرض ویسے ہی 70 گنا بڑھ جاتا ہے اور نفل فرض کے برابر ثواب حاصل کرتا ہے؟

انفاق فی سبیل اللہ متقین کی لازمی صفت ہے، تقوی بنیادی شرط ہے، اور تقوی پیدا کرنے کے لیے ناگزیر ہے۔ رمضان میں انفاق، روزہ کے ساتھ مل کر، حصول تقوی کے لیے اپ کی کوشش کو کئی گنا زیادہ کارگر اور بارآور بنادے گا۔

پس اپ رمضان میں اپنی مٹھی کھول دیں۔ اللہ کے دین کی اقامت و تبلیغ کے لیے، اقرباء کے لیے، یتیموں اور مسکینوں کے لیے، جتنا مال بھی اللہ کی راہ میں نکال سکیں نکالیں۔ بھوک اور پیاس برداشت کرتے ہیں، تو کچھ تنگی اور سختی جیب کے معاملہ میں بھی برداشت کیجئے۔ لیکن جو کچھ دیجئے صرف اللہ کے لیے دیجیے۔ کسی سے بدلہ

اور شکریہ کی خواہش اپ کے دل میں نہ ہو۔ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا۔ اس سے کیا فائدہ کہ اپ مال نکالیں، سرمایہ کاری کریں، اور اپنے ہی ہاتھوں سرمایہ اور نفع دونوں ضائع کر دیں۔

زکوۃ بھی پورا حساب کر کے اسی ماہ میں نکالیے۔ اس طرح باقاعدگی بھی اجائے گی اور ثواب بھی اپ کو 70 گنا ملے گا۔

9. انسانی ہمدردی، ہمہ گیر ہمدردی

نویں چیز انسانی ہمدردی ہے۔

رمضان کے مہینہ کو نبی کریم ﷺ نے شہر المواساۃ فرمایا ہے۔ یہ اپنے جیسے انسانوں، اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے خاص طور پر یہ معاش ورزق کے دائرہ میں ایک دوسرے کی تنگیوں اور محرومیوں، پریشانیوں اور دکھوں میں شرکت اور مدد و خدمت کا مہینہ ہے۔ اپ کی اپنی بھوک پیاس جہاں اپ میں تقوی، ضبط نفس، امر الہی کی اطاعت، اور صبر کی صفات پیدا کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ وہیں یہ اپ کو دوسرے انسانوں پر بھوک پیاس اور دکھ درد میں جو کچھ بیتتی ہے اس کا کچھ ذائقہ چکھاتی ہے۔ ذاتی تجربہ اور احساس سے اپ کے اندر ہمدردی اور مدد کا بڑا مضبوط اور جاندار جذبہ پیدا ہو سکتا ہے۔

نیکی و بھلائی اور تقوی کا یہ دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کے پہلو اور شاخیں بے شمار ہیں۔ کھانا کھلانا، مریضوں کا علاج اور عیادت، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری، محتاجوں اور فقیروں کی حاجت روائی، صلہ رحمی، وغیرہ یہ

سب اسی وسیع دائرہ کے چند گوشے ہیں۔ اس خدمت کے مستحق سب ہیں۔ اپ کے اہل وعیال اور اقربا بھی، اپ کے دوست احباب بھی، اپ کے پڑوسی بھی، اپ کے دینی بھائی بھی، اور عام مسلمان اور انسان بھی۔

ہمدردی کے اس ہمہ گیر کام کی طرف مسلسل توجہ پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لیے، نبی کریم ﷺ نے بڑے اہتمام کے ساتھ روزہ دار کو افطار کرانے کی ترغیب دی ہے۔ اپ نے فرمایا ہے:

جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کے لیے گناہوں سے مغفرت اور دوزخ کی اگ سے رہائی ہے۔ اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا روزہ دار کو، اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ائے گی۔ ہم نے کہا، اے اللہ کے رسول، ہم سب کے پاس تو اتنا سامان نہیں ہوتا کہ روزہ دار کو افطار کرائیں؟ فرمایا: اللہ تعالی یہ ثواب اس کو بھی عطا کرتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ، ایک کھجور، یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی روزہ دار کو افطار کرائے۔ (پھر فرمایا) جو کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو اللہ تعالی اس کو میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ پھر اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے (بیہقی: سلمان فارسیؓ)

اس لیے اس مہینہ میں خاص اہتمام کیجئے کہ اپ اپنے بھائی بہنوں کے کام ائیں، بھوکوں کو کھانا کھلائیں، ضرورت مندوں کی ضرورت رفع کریں، سائل اور محروم کو اپنے مال میں سے ان کا حق دیں۔ اس بات کو یاد رکھیے کہ گناہوں کی مغفرت، جہنم سے رہائی، حوض کوثر سے سیرابی، جنت میں داخلہ جیسے انتہائی عظیم انعامات مخلوق خدا کی خدمت سے ملتے ہیں، اور ان کو ایذا رسائی سے نماز، روزے اور صدقات کے بڑے بڑے ڈھیر ضائع ہو جاتے ہیں۔ خدمت چھوٹی ہو یا بڑی، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جو اپ کے پاس ہو اور دے سکتے ہوں وہ

دے دیں، جو اپ کر سکتے ہوں وہ کر دیں۔ کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو حقیر اور کم نہ جانیے، چاہے ایک وقت کا کھانا ہی ہو، ایک گلاس پانی ہی ہو، ایک روپیہ ہی ہو، ایک اچھی بات ہی ہو، ایک سفارش ہی ہو، ایک پیاسے کتے کی پیاس بجھانا ہی ہو۔ یہ سب کام اپ کو جنت میں پہنچا سکتے ہیں۔

10. دعوت الی القران

دسویں چیز قران اور خیر کی طرف بلانا ہے۔

اپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ کسی انسان کی سب سے بڑی خدمت اور اس کے ساتھ سب سے بڑی ہمدردی اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتی کہ اس کو اللہ تعالی کے غضب اور اس کی اگ کی طرف لے جانے والے راستوں اور کاموں سے بچا کر اس کی رضا اور اس کی جنت کی طرف لے جانے والے راستوں اور کاموں میں لگا دیا جائے۔ دنیا کی بھوک پیاس دنیا کی زندگی کے ساتھ ختم ہو جائے گی، یہاں کا ہر دکھ درد گزر جائے گا۔ مگر اخرت کی بھوک پیاس کبھی ختم نہ ہو گی، وہاں کے دکھ درد سے کبھی نجات نہ ملے گی، وہاں کا کانٹوں کا کھانا اور لہو، پیپ اور کھولتے ہوئے پانی کے گھونٹ، ہمیشہ کا مقدر بن جائیں گے۔ اس لیے جس خدمت سے کسی کے لیے وہاں بھوک پیاس بجھنے کا سامان ہو، اسے وہاں کے دکھ درد سے نجات مل جائے، وہی خدمت اس کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ روزہ دار کو افطار کرانے سے اس کا روزہ کا پورا ثواب اپ کو ملے گا، مگر اسی طرح کسی کو نیکی اور بھلائی کی راہ پر لگا دینے سے تو اس کی نیکیوں اور بھلائیوں کا سارا ثواب اپ کو ملے گا۔ اپ سوچیں تو یہ لامتناہی سلسلہ ہے ثواب کا۔

قران کی وجہ سے ہی رمضان کو عزت و شرف حاصل ہوا ہے۔ پھر نزول قران کے مہینہ سے زیادہ موزوں وقت اس کام کے لیے کیا ہو سکتا ہے کہ اپ لوگوں تک قران مجید کا پیغام پہنچائیں، ان کو قران کی تعلیمات سے اگاہ کریں، ان کو قران کے مشن کی طرف بلائیں، ان کو قران کی امانت کا حق ادا کرنے کے لیے کھڑا کریں۔

رمضان المبارک میں اپ کے اپنے معمولات ہوتے ہیں۔ اپ کی توجہ اپنی تزکیہ، تلاوت قران، نفل نماز، اور اپنے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹ لینے کی طرف ہوتی ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ اس توجہ کی وجہ سے یہ سب بڑی نیکی، نیکیاں سمیٹ لینے کا کبھی ختم نہ ہونے والا راستہ، اپ کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔ دعوت الی اللہ اور دعوت الی القران کا کام سب سے بڑی نیکی، اور نیکیوں کے لیے سب سے زیادہ منافع بخش سرمایہ قاری ہی نہیں، خود اپ کے تزکیہ و تربیت کا سب سے موثر ذریعہ بھی ہے۔

رمضان المبارک میں عام مسلمانوں کے قلوب اللہ کی طرف اور نیکی اور بھلائی کی طرف جھکے ہوتے ہیں۔ اسی لیے اس بات کا زیادہ امکان ہوتا ہے کہ وہ اپ کی بات توجہ سے سنیں، یہ بات ان کے دلوں میں اتر جائے، وہ اس کو قبول کر لیں، اور اپنی زندگیاں اس مقصد کے لیے لگانے پر امادہ ہو جائیں جس کے لیے اللہ تعالی نے اپنے رسول بھیجے اور قران پاک نازل فرمایا۔

اس کام کے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔

ایک یہ کہ اپ اپنے رمضان کے معمولات میں دعوت کے کام کو شامل کر لیجئے۔ افطار پر بلائیں تو چند لمحات اس گفتگو کا موقع نکالیں، ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ گفتگو اور ملاقات ہو تو اس مقصد کو سامنے رکھیں، بات رمضان کے حوالہ سے کریں اور اس بات کو مقصد قران کی ادائیگی کے لیے کچھ کرنے تک پہنچائیں۔

دوسرے یہ کہ اپ کچھ مخصوص افراد یا کسی ایک فرد، کو اپنا ہدف بنالیں، کہ اس ماہ ان کے ساتھ مسلسل اور خصوصی روابط کے ذریعے انہیں قران کا بتایا ہوا کام کرنے کے لیے اگے بڑھانا ہے۔

حرف اخر

یہ 10 چیزیں میں نے اپ کے سامنے الگ الگ بیان کی ہیں۔ لیکن اپ غور کریں تو یہ سب ایک ہی مقصد کے رشتہ سے بندھی ہوئی ہیں اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں۔ وہ رشتہ یہ ہے کہ ہم رمضان سے وہ تقوی اور قوت واستعداد حاصل کریں جس سے ہم قران کی امانت کا حق ادا کرنے کے اہل بن جائیں۔ یہ مقصد اس لیے سب سے اہم مقصد ہے کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کی فلاح صرف قران سے وابستہ ہے، اور دنیا میں ہمیں عزت اور سربلندی بھی صرف قران کے ذریعہ ہی نصیب ہو سکتی ہے۔ اخرت میں بھی ہماری نجات اور فلاح کا دارومدار اسی بات پر ہے کہ ہم قران مجید سے کیا سلوک کرتے ہیں، اس کی بتائی ہوئی راہ پر کہاں تک چلتے ہیں، اور اس کے لانے والے کا اتباع کتنا کرتے ہیں۔

رمضان المبارک ہر سال اتا ہے ایک کے بعد دوسرا رمضان اتا ہے، اور صدیوں سے ارہا ہے۔ ایک کے بعد دوسرا قران ختم ہوتا ہے، اور ان گنت تعداد میں ہوتا ہے۔ ہر رمضان میں تلاوت قران ہوتی ہے، روزے رکھے جاتے ہیں، نمازیں پڑھی جاتی ہیں، ذکر اور دعا میں راتیں بسر ہوتی ہیں، لیکن ہم وہیں کے وہیں رہتے ہیں جہاں رمضان شروع ہونے سے پہلے ہوتے ہیں۔ تقوی سے اتنے ہی محروم رہتے ہیں جتنے رمضان کے بغیر

تھے۔ نہ ہماری شخصیت میں تبدیلی ہوتی ہے۔ نہ ہمارے انفرادی اخلاق کی اصلاح ہوتی ہے، نہ ہماری قومی و ملی حالت میں تغیر واقع ہوتا ہے، نہ ہمارے اوپر سے ذلت و مسکنت اور غلامی واپستی کے بادل چھٹتے ہیں۔

ایسا کیوں ہے؟ اول تو اس لیے کہ شعوری اہتمام اور کوشش کے بغیر ہم رمضان سے وہ خیر کثیر حاصل نہیں کر سکتے جس کے خزانے لٹاتے ہوئے وہ ہر سال ہمارے اوپر سایہ فگن ہوتا ہے۔ اس شعوری کوشش اور اہتمام سے ہم محروم ہیں، یا اس کی طرف سے لاپرواہ ہیں۔

اس سے زیادہ یہ کہ ہماری حالت اس حالت سے زیادہ قریب ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یوں متنبہ فرمایا ہے کہ وہ جھوٹ کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالی کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (بخاری: ابوہریرہؓ)۔ اللہ کو اپنا رب کہنا، محمد ﷺ کو اس کا رسول ماننا، قران کو اللہ کی کتاب تسلیم کرنا، پھر نہ یہ جاننے کی کوشش کرنا کہ یہ سب ہم سے کیا کہتے ہیں، نہ اس پر عمل کرنا۔۔۔۔ اخر یہ سب جھوٹ اور جھوٹ پر عمل نہیں تو اور کیا ہے؟ منافق رسول ﷺ کے پاس اتے اور کہتے کہ اپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ بات تو سچی کرتے ہیں، لیکن ہیں جھوٹے۔ گویا زبان سے سچی بات کہنے کے باوجود انسان جھوٹا ہو سکتا ہے، اگر وہ اس سچی بات کے تقاضے نہ مانے اور ان کے مطابق عمل نہ کرے۔

دوسرے یہ کہ، ہماری عبادات کا، ہماری نمازوں کا، ہمارے روزوں کا، ہمارے اعمال کا، اور ہماری سرگرمیوں کا رشتہ اس مقصد سے کٹ چکا ہے جو قران لے کر ایا تھا اور جس کے لیے رمضان کے روزے فرض کیے گئے تھے۔ سب کچھ اسی لیے تھا کہ ہم قران کو خدا کے بندوں تک پہنچائیں، اس کے سانچہ میں اپنے اپ کو ڈھالیں

اور اپنے معاشرہ کو بھی ڈھالیں، قران کو قائم کریں، اور اس کی راہ میں صبر واستقامت سے جدوجہد کریں اور قربانیاں دیں۔

رمضان المبارک کا مہینہ ایک بار پھر یہ پکارتا ہوا ارہاہے کہ، اوٗاور جانو کہ اللہ تعالی نے قران مجید میں تم سے کیا کہاہے۔ آوٗاور ہر اس چیز کو ترک کردو، خواہ وہ تمہیں کتنی ہی مرغوب و محبوب ہو، جس سے اللہ تعالی نے تمہیں روکاہے۔۔۔۔۔۔

ورنہ، اس سے بڑی بد قسمتی تمہاری اور کیا ہو سکتی ہے کہ رمضان تمہارے پاس ائے، تم روزے بھی رکھو، ہو پیاس بھی برداشت کرو، راتوں کی نیند قربان کرکے تراویح بھی پڑھو، اور اس کے بعد بھی سوائے بھوک پیاس اور تجگے کے اور کچھ تمہارے ہاتھ نہ ائے۔ بلکہ کہیں ایسانہ ہو کہ تمہارے اوپر وہ مثال صادق اجائے جو اللہ تعالی نے حاملین تورات کے بارے میں بیان فرمائی ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا

(جمعہ:5:62)

جن لوگوں پر تورات کی امانت کا بار رکھا گیا پھر انہوں نے اس امانت کو نبھانے کا حق نہ ادا کیا، ان کی مثال ان گدھوں کی طرح ہے جو اپنی پیٹھ پر کتابوں کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہوں۔

یا، کہیں اللہ کے رسول ﷺ، رمضان اور قران کے حوالے سے، اللہ تعالی کی عدالت میں ہمارے خلاف دعوی لے کر کھڑے ہو جائیں۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا (الفرقان 25:30)

اور رسول کہے گا، اے میرے رب، میری قوم نے اس قران کو متروک و مہجور کر چھوڑا تھا۔

اخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو رمضان المبارک میں وہ تقوی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے ہم قران مجید کی ہدایت کے مستحق ہوں، ہم قران کا علم حاصل کریں، اس پر عمل کریں، اللہ تعالی ہمیں قران کا پیغام لے کر کھڑا ہونے اور اس کو قائم کرنے کے لیے جہاد کرنے کی ہمت، حوصلہ، اور شوق و ولولہ عطا فرمائے۔ امین!